حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلس ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت ثابت بن قیسؓ کا تقویٰ اَور نبی علیہ السلام کا اِن پر اعتماد
سچے نبی اَور جھوٹے نبی کے مقاصد میں فرق
نائبین رسول کے لیے اِتباعِ سنت ضروری ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 44 سائیڈ A 1985 - 02 - 08)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں عقائد بھی سکھائے ہیں احکام بھی دیئے ہیں آداب بھی سکھائے ہیں، تہذیب و ادب۔ تو یہ بات اسلام کی جامعیت کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی جن کا نام ثابت رضی اللہ عنہ ہے، ثابت بن قیس بن شماس، وہ انصار میں یعنی مدینہ منورہ کے باشندوں میں جو اسلام قبول کر چکے تھے نہایت فصیح البیان تھے وہ خطیبِ انصار تھے۔

پہلے زمانہ میں اچھے خطیب کے لیے بلند آواز والا ہونا ضروری تھا :

اب اُن کی آواز بڑی تھی اور اس زمانے میں لاؤڈ سپیکر تو تھا نہیں وہ تو اِس صدی کی ایجاد ہے تو پھر طریقہ آواز پہنچانے کا یہی تھا کہ سردار ایک بات کہہ دیتا تھا اُس کو دائیں بائیں سامنے جو بڑی آواز والے لوگ ہوتے تھے وہ پہنچا دیتے تھے، اعلانات اِسی طرح ہوتے تھے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں جو خصائص ذکر کی گئی ہیں یعنی وہ باتیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھیں اُن میں معجزات بھی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ :

اُن میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز جس مجمع سے خطاب فرماتے تھے اُس تک پہنچ جاتی تھی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے ہوتا تھا تو اب خطیب وہ ہوسکتا تھا جس کی آواز اچھی بھی ہو، بہت بڑی بھی ہو، دُور تک جاسکتی ہو۔ جنگ کے موقع پر بھی اعلانات اسی طرح سے ہوتے تھے مثلاً آتا ہے حنین کے موقع پر کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی سے جن کی آواز ڈبل تھی فرمایا کہ تم یہ کہہ کر آواز دو تو حنین کے دن معرکہ میں بڑی گڑ بڑ ہوگئی کیونکہ کفار کے تیراندازوں نے نقشہ جنگ ایسا بنایا کہ وہ جگہ جگہ چھپ گئے جب مسلمان زَد میں آئے تو پھر انھوں نے اُن گھات کی جگہوں سے تیر برسائے تو اِس سے بہت بڑی مقدار میں مسلمان زخمی ہوگئے اور زخم لگنے کے بعد آدمی اِدھر اُدھر بچتا ہے تو اِس طرح مسلمان تتّر بتّر ہوگئے۔ یہ چیز جب پیش آئی تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ تم یہ کہہ کر آواز دو۔ اب نقشہ جنگ ایسا خراب ہوا کہ ایسا کبھی بھی خراب نہیں ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یہ کیا ہے؟ ایک اور صحابی نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا خدا کا حکم ہے بس خدا کی قدرت، اور قرآن پاک میں بھی ہے **لقد نصر کم اللّٰہ فی مواطن کثیرۃ** بہت سی جگہوں پر خدا نے تمہاری مدد کی ہے۔

اپنی تعداد پر گھمنڈ کا نقصان :

ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم حنین کے دن بھی جب تمہیں اپنی تعداد اچھی لگنے لگی یعنی دل میں ایک طرح سے تعداد پر بھروسہ یا ناز جیسے آگیا تو اللہ نے بتلایا کہ مدد تو میری ہوتی ہے تعداد کے زیادہ یا کم ہونے پر مدار نہیں ہے کامیابی یا ناکامی کا۔ قرآن پاک میں ہی یہ ہے **کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃً بأذن اللّٰہ** تھوڑی تعداد بڑی تعداد پر خدا کے حکم سے غالب آتی ہی رہی ہے، بہت جگہ ایسے ہوتا ہی رہا اور مسلمان بھی تھوڑے ہی سے تھے غالب ہوتے ہوتے ساری دنیا پر چھا گئے۔ یہ برطانیہ چھوٹی سی جگہ ہے، غالب ہوتے ہوتے اس کی سلطنت ساری دنیا پر چھا گئی اور سورج ہی غروب نہیں ہوتا تھا اُس کی سلطنت میں۔ یہ رُوس ہے تھوڑے سے تھے یہ ماسکو وغیرہ کے قریب اِن کی جگہ تھی پھر وہ پھیلتے پھیلتے پھیل گئے تو یہ ہوتا آیا ہے، خدا کا نظام ہے اس طرح کا۔ تو **فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت** اُس وقت تھوڑی دیر کے لیے تو ایسا حال ہوگیا تھا کہ اتنی لمبی چوڑی زمین تنگ لگنے لگی تھی **ثم ولیتم مدبرین** تو لوگ پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹ گئے۔

میدان جنگ میں اطمینان اور سکینہ کا نزول :

ثم انزل اللّٰہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین پھر اللہ تعالیٰ نے وہ قلبی سکون نازل فرمایا جناب

رسول اللہ ﷺ پراور مومنین پر۔ رسول اللہ ﷺ پر تو رہتا ہی تھا، اُس وقت مزید ہوا ہوگا۔

رسولِ خدا پیچھے نہیں ہٹے :

اور رسول اللہ ﷺ تو پیچھے نہیں ہٹے، صحابہ کرامؓ سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ پیچھے ہٹ گئے تھے، تو اپنا جواب دینے سے پہلے انھوں نے جواب ہی یہاں سے شروع کیا کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے نہیں ہٹے ہم تو ہٹے تھے آپ پیچھے نہیں ہٹے تھے۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم لوگ پیچھے ہٹ گئے تھے تو ''تم لوگوں سے'' شبہ ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی پیچھے ہٹے تھے تو انھوں نے بجائے اِس کے کہ جواب دیتے کہ ہاں ہم پیچھے ہٹے تھے انھوں نے پہلے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے نہیں ہٹے تھے بلکہ سواری پر سوار تھے تو ایسے ہوسکتا تھا کہ سواری پیچھے ہٹے جانور پیچھے ہٹ جائے خود، یہ تو ہوسکتا ہے۔

بہادری کی انتہاء، سواری سے اُتر گئے :

تو اِس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے نیچے اُتر کر کھڑے ہوگئے تاکہ پیچھے ہٹنا بالکل نہ ہوسکے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں آواز دی، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی بھی آتا ہے کہ انھوں نے آواز دی وہ ''جھیر الصوت'' [1] تھے تو پھر انصار اور مہاجرین یہ سب کے سب فوراً جمع ہوگئے بالکل دیر نہیں لگی۔ تشبیہ دیتے ہیں ایسے جیسے گائے اپنے بچے کے بولنے پر دوڑ کر آتی ہے ایسے یہ سب مسلمان جمع ہوگئے پھر مقابلہ ہوا اور شکست ہوگئی اُن کفار کو اور زبردست شکست ہوئی۔ کوئی چیز وہ نہیں لے سکے، سب چیزیں چھوڑ کر بھاگ گئے بال بچے بھی یہ بھی وہ بھی عورتیں بھی سب چھوڑ کر بھاگ گئے تو ''جھیر الصوت'' لوگ جو تھے وہ کام آتے تھے اعلان کرنے میں بھی اور لڑائیوں میں بھی۔

حضرت ثابتؓ باکمال خطیب تھے :

اب ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جو تھے یہ انصار کے خطیب تھے تو خطیب کے لیے بہت سی چیزیں ضروری ہیں۔ آواز بڑی بھی ہو اور خوبصورت بھی ہو، اُس میں بلاغت ہو، فصیح اللسان بھی ہو۔ بلاغت کے معنی یہ ہیں کہ جیسی گفتگو کی ضرورت ہے وہ گفتگو کی جائے اِدھر اُدھر کی باتیں نہ کرے موقع کے مناسب بات کرے تو اُس کا نام ''بلاغت'' ہے اور اگر اُس کے الفاظ بھی خوبصورت ہوں تو اُس کا نام ''فصاحت'' ہے تو فصیح بھی ہو بلیغ بھی ہو اور یہ سمجھداری کے بغیر نہیں ہوسکتا تاکہ وہ موقع کے مناسب جملے لائے تو رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کو خطابت ہی کے لیے استعمال فرمایا ہے جگہ جگہ۔

---

[1] بلند آواز والے

جھوٹے نبی کا گھٹیا مقصد اور نبی علیہ السلام سے گفتگو :

''مسیلمہ کذاب'' آیا تھا اور اُس نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کی، اُس نے بھی نبوت کا دعوٰی کیا تھا اور اُس کو ہوس ہوگئی تھی ملک گیری کی اور اُس نے کہا یہ اچھا طریقہ ہے نبوت کا دعوٰی کرو کچھ پیرو کار ہو جائیں گے وہی فوج کا کام دیں گے لڑیں گے تو ''بنو حنیفہ'' اُس کا قبیلہ تھا، وہ لوگ تھے اُس کے ساتھ اور وہ لڑیں بھی ہیں سچ مچ، بہت کچھ لڑے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں بہت بڑا نقصان ہوا ہے مسلمانوں کا۔ مسلمان بہت بڑی تعداد میں شہید ہوئے ہیں اور بڑے بڑے حضراتِ قراء یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوگئے اور اہلِ بدر شہید ہوگئے یعنی بہت بڑی تعداد اُس میں شہید ہوئی ہے مسلمانوں کی اور پھر وہ بالآخر مارا گیا۔ تو مسیلمہ کذاب وہ آیا تھا بات کرنے کے لیے تو رسول اللہ ﷺ نے اُسے فرمایا کہ یہ جو میرے ہاتھ میں چھڑی ہے اگر تو نے یہ چاہی مانگی تو میں یہ بھی نہیں دوں گا تجھے مطلب یہ ہے کہ تیری ساری سمجھ جو ہے وہ غلط ہے۔

مقاصدِ نبوت :

تُو یہ سمجھ رہا ہے کہ یہ ملک گیری کے لیے ہم نے کام کیا ہے یہ غلط ہے۔ یہ تو خدا کا پیغام ہے وہ پہنچانا ہے اور لوگ اسلام قبول کریں ہدایت قبول کریں بس اتنا ہمارا مقصد ہے ملک گیری ہے ہی نہیں ہمارا مقصد، بلکہ اس نظام کو پھیلانا یہ مقصد ہے اور خدا کا پیغام پہنچانا اصلاح کرنا عقائد کی اعمال کی یہ مقصد ہے۔

مثال سے وضاحت :

چنانچہ حبشہ کے جو بادشاہ تھے انھوں نے تو رسول اللہ ﷺ کی زیارت بھی نہیں کی بہت دُور تھے مگر وہ مسلمان ہوگئے، وہاں یہ نہیں فرمایا کہ تم بادشاہت چھوڑ دو میرے پاس آجاؤ یا یہ لکھ کر دو کہ میں تمہارے تابع ہوں یا میں تمہیں یہ دیتا رہوں گا، یا میں تمہارے اُوپر فلاں آدمی کو حاکم بنا کر بھیج رہا ہوں، کوئی بات ایسی نہیں فرمائی۔ وہ اپنے ملک میں رہے اُسی طرح رہے اور اسلام پر رہے تو رسول اللہ ﷺ نے زمین پر قبضہ کرنے کے لیے یہ نہیں کیا۔ ان الارض للّٰہ یورثھا من یشاء من عبادہ جسے چاہے اللہ تعالیٰ اُسے حکومت عطا فرما دیتے ہیں۔ ایک عرصہ تک چلتی ہے وہ، آدمی چلا جاتا ہے لیکن نظام تو رہتا ہے حکومت کر گیا چلا گیا نظام قائم ہے۔ مگر اُس نے کہا تھا کہ یہ جو شہر ہیں یہ میرے ہوں گے اور اس طرح سے جو جنگل ہیں یہ آپ کے ہوں گے اپنی پسند کی بات اس نے کچھ کی معاہدہ کرنا چاہا اور اپنے کو لکھتا تھا مسیلمۃ رسول اللّٰہ الی محمد رسول اللّٰہ مسیلمہ کی طرف سے جو خدا کا رسول ہے محمد ﷺ کے نام جو خدا کے رسول ہیں۔ اپنے کو بھی لکھتا تھا کہ میں بھی رسول ہوں اور محمد بھی رسول ہیں (ﷺ) لہٰذا واجب القتل تھا۔

اُسی وقت آپ نے اُسے قتل کیوں نہ کیا :

لیکن جب آجائے کوئی آدمی اور مہمان ہو جائے تو اُسے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ پہلے سے سلطنتوں کے آداب کے بھی خلاف ہے اور اگر ایسے کیا جاتا کہ اُسے مار دیا جائے یا کچھ کیا جائے تو پھر یہ اعلانِ جنگ ہوتا تھا اور پھر بغیر جنگ کیے کام نہیں بنتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اُس کو جواب دیا کہ زمین جو ہے وہ خدا کی ہے وہ بانٹنا میرا کام ہی نہیں ہے یہ الگ کام ہے میرا کام جو ہے سمجھانا ہے آئین دینا ہے دستور دینا ہے اعمال دینے ہیں، امر بالمعروف نہی عن المنکر، عقائد کی صحت، آداب یہ میں دیتا ہوں تو زمین بانٹنی اور سودے بازی یہ نہیں اگر تو سودے بازی کے طور پر مجھ سے یہ جو اتنا سا لکڑی کا ٹکڑا ہے میرے ہاتھ میں یہ بھی مانگے گا تو یہ بھی میں نہیں دُوں گا کیونکہ سودے بازی سرے سے ہمارا کام ہے ہی نہیں۔

حضرت ثابت بن قیسؓ پر اعتماد :

وھٰذا ثابت یُجیبُکَ عَنِّی یہ ثابت بن قیسؓ ہیں یہ میری طرف سے تمہیں جواب دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس کو یہ فرمایا پھر اُٹھ کر تشریف لے گئے۔ پھر وہ لوگ چلے آئے ہوں گے بات چیت ہوئی ہوگی جواب دیا ہوگا۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اِن کی فضیلت یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اِن کو اپنی طرف سے نائب مقرر فرمایا کہ یہ میری طرف سے جواب دیں گے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بہت بڑے قابل اعتبار اور دینی اعتبار سے پوری سمجھ رکھنے والے شخص تھے اب اِن کا قصہ آتا ہے یہاں جو میں نے حدیث شریف شروع کی تھی کہ یہ خطیبِ انصار تھے۔ اب آیت یہ اُتری تہذیب سکھانے کے لیے **لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی** رسول اللہ ﷺ کی آواز سے زیادہ آواز نہ اُٹھاؤ۔ **ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض** جیسے ایک دوسرے سے بات کر لیتے ہیں زور زور سے یا ایک دوسرے کی بات کاٹ کر زور سے اپنی بات کہنے کی کوشش کرتا ہے آدمی تو اُس میں دوسرے سے زیادہ اپنی آواز اُونچی کرتا ہے کہ میں سُنا دوں اپنی بات۔ جلدی میں کرتا ہے ایسے سبقت کرنی چاہتا ہے ضرورت سمجھتا ہے یا اپنی بات کو اہم سمجھتا ہے ایسے موقعوں پر ہر وقت یہ ہوتا ہے لوگوں میں، تو فرمایا جیسے ایک دوسرے کے سامنے جہر کرتے ہو ایسے نہ کرو۔ اور پھر اس کا دینی اعتبار سے یہ نقصان تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جن پر ایمان ہے اگر اُن کے بارے میں ذرا سی بھی توہین ہو جائے تو بس کفر ہے اور توہین بھی نظر نہیں آئے گی محسوس نہیں ہوگی کیونکہ بے احتیاطی کا عادی ہے اور خدا کے ہاں وہ شمار ہو جائے گی، اگر وہ خدا کے ہاں شمار ہوگئی تو جو عمل کیے ہیں ایمان ہے اسلام ہے سب ختم ہو جائیں گے **ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون** تمھیں خبر بھی نہ ہوگی اور حبطِ عمل ہو جائے عمل ضائع ہو جائیں یہ آیت اُتری۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا تقویٰ اور احتیاط :

تو حضرت ثابت بن قیس جو تھے رضی اللہ عنہ اُن کے تقویٰ کی بات ہے یہ، کہ یہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے **واحتبس عن النبی** ﷺ آپ کے پاس آنے سے رُک گئے آتے ہی نہیں تھے گھر میں بیٹھے رہتے تھے آئے نماز پڑھی پھر چلے گئے پاس آنا چھوڑ دیا۔ اب رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے **ماشان ثابت ایشتکی،** ثابت کہاں ہیں اُنہیں کوئی تکلیف ہے؟ یہ طبع پُرسی مزاج پُرسی کسی کو نہ دیکھنا یہ دریافت کرنا پوچھنا یہ سنت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیا ہے اور دوسروں کو تعلیم دی ہے **فاتاہ سعدٌ** حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ پہنچے اور جا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ دریافت فرما رہے تھے کہ کیا بات ہے بیمار ہیں یا کیا ہے؟

علماء اور ائمہ مساجد کو بھی اِس سنت پر عمل کرنا چاہیے :

تو اب بھی آپ کی جگہ جو حضرات ہوں جو نائبین رسول ہیں مثلاً علماء اور ائمہ مساجد وغیرہ اُن کے لیے بھی اِس میں ایک طریقہ بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی نہ آئے مسجد وغیرہ میں تو پھر اُس کا حال پوچھنا چاہیے ۔ وجہ پوچھنی چاہیے کوئی ضرورت ہو تو وہ اُس کی پوری کرنی چاہیے یہی نہیں کہ صرف نماز پڑھائی اور الگ ہو کر بیٹھ گئے یہ نہیں ہے صحیح طریقہ۔ صحیح طریقہ یہی ہے کہ پوچھا جائے خبر گیری کی جائے ضرورت ہو تو ضرورت میں مدد کی جائے جتنی ہو سکے، تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے **انزلت ھذہ الایۃ** یہ آیت اُتری ہے **ولقد علمتم انی مِن ارفعکم صوتا** اور تم جانتے ہی ہو کہ سب سے زیادہ اُونچی آواز میری ہوتی ہے تو کہنے لگے اس لحاظ سے تو میں معاذ اللہ جہنمی ہوا۔ یہ بات اُنھوں نے (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو بتلائی تو رسول اللہ ﷺ نے پھر گویا حکم کی وضاحت فرمائی کہ مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی کی آواز بڑی ہے تو وہ اپنی آواز چھوٹی کر لے وہ تو کر ہی نہیں سکتا مطلب یہ ہے کہ وہ جو قصداً آواز اُٹھائی جاتی ہے وہ نہیں ہونا چاہیے اور اصل میں برابری جس سے سمجھ میں آتی ہو یا بے ادبی سمجھ میں آتی ہو تو اُس کی شکل بھی یہی ہوتی ہے جو میں نے عرض کی۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جنت کی نوید :

پھر فرمایا جاؤ اُن سے یہ کہو **بل ھو من اھل الجنۃ** کہ وہ جنتی ہیں تو یہ خبر اِن کے لیے بہت عظیم تھی اور ایسے حضرات جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ استعمال فرمایا بہت ہی تھوڑے ہیں تو آقائے نامدار ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمام قسم کے آداب، احکام، اُونچ نیچ، چھوٹے بڑے کی تہذیب، یہ سب چیزیں تعلیم فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعاء.......................